صحابہ کرامؓ کا ادبی ذوق اور تنقیدی بصیرت

ڈاکٹر محمد سرور عالم ندوی

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر اپنا ایک پسندیدہ شعر سنایا اور دعوتِ مبارزت دی:

لنا الجفنات الغرّ يلمعن في الضحىٰ وأسيافنا يقطرن من نجدة دمًا

"ہمارے پاس بڑے بڑے صاف وشفاف برتن ہیں جو چاشت کے وقت چمکتے ہیں، ہماری تلواریں بلندی سے خون ٹپکاتی ہیں۔"

اس شعر میں سخاوت وشجاعت کا حال بیان کیا گیا ہے، حضرت خنساء نے اسے سن کر اس پر تنقیدی نظر ڈالی اور فرمایا:

(۱)......جفنات جمع قلت ہے، اس کے بجائے جفان کہا جاتا تو مفہوم میں زیادہ وسعت پیدا ہو جاتی۔

(۲)......"غر" پیشانی کی صباحت کو کہتے ہیں، اس کے مقابلے میں "بیض" زیادہ وسیع المعنی ہے۔

(۳)......"یلمعن" عارضی چمک کو کہتے ہیں، اس کے بجائے "یشرقن" کہا جاتا تو بہتر تھا، کیونکہ اشراق لمعان سے زیادہ پائیدار ہے۔

(۴)......"ضحی" کے بجائے "دجیٰ" کہا جاتا تو زیادہ مناسب تھا، کیونکہ روشنی سیاہی کے مقابلے میں زیادہ قابل وقعت ہوتی ہے۔

(۵)......اسیاف جمع قلت ہے، "سیوف" کا استعمال زیادہ بہتر تھا۔

(۶)......"یقطرن" کے بجائے "یسلن" سے معنی زیادہ وسیع ہو جاتا ہے، کیونکہ خون کا سیلان اس کے قطرہ قطرہ ٹپکنے سے زیادہ موثر ہے۔

(۷)......"دم" (واحد) کے مقابلے میں دماء (جمع) لانا بہتر تھا۔

یہ اعتراضات سن کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ (۴۴)

اوپر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاعری سے شغف اور اس پر ان کے نقد وتبصرہ کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی گئی، لیکن ان اربابِ ذوق کی تسکین کا سامان صرف شاعری ہی نہیں تھا، یہ اور بات ہے کہ انہوں نے اس صنف کی طرف زیادہ توجہ مبذول فرمائی، کیونکہ عربوں کو فن شاعری سے جو تعلق اور وابستگی رہی ہے، وہ اس کی متقاضی تھی کہ اسے عام کوچہ وبازار سے نکال کر اصلاحِ قوم وملت کا ایک فعال ومتحرک ذریعہ بنادیا جائے اور یہ باور کرادیا جائے کہ یہ صنفِ سخن محض تفریح اور تسکین کا سبب ہی نہیں بلکہ تبلیغ ودعوت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کا روشن باب بھی ہے۔

ان جانثارانِ رسالت کی اصلاحی کاوشیں جس قدر صنفِ شاعری کی طرف رہیں، اس سے کچھ کم نثر کی طرف نہیں رہیں اور ان کے ذوقِ لطیف نے اس پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا، بلکہ ان کی مبصرانہ صلاحیت، ناقدانہ بصیرت، علمی ذوق، فکری بلندی اور اس سب سے بڑھ کر دربارِ نبوت کی حاشیہ نشینی کے فیض سے اس صنف میں بھی انہوں نے بیش بہا کارنامے انجام دیئے ہیں اور دنیا کو ثقل وپیچیدگی، سجع وقوافی، لغو وبیہودہ تشبیہات واستعارات اور پراگندہ و دور از کار تعبیرات وخیالات سے نجات دلا کر سہل وسادہ، شیریں ورواں اور حسنِ تخیل سے آراستہ کلام کی طرف گامزن کردیا، تاکہ ہر سطحِ ذہن وفکر کا حامل شخص اس سے مکمل طور پر مستفید ہوسکے اور تخلیق کار کی کاوشوں کا پورا فائدہ حاصل ہوسکے۔

ان اصحابِ ذوق نے اپنی کوششیں مروجہ صنفِ سخن اور اسلوبِ کلام پر نقد وتبصرہ کے ساتھ ساتھ اصحابِ قلم کی ذہن سازی اور محمود ومطلوب اسلوبِ بیان کی ترویج واشاعت پر بھی صرف کیں، تاکہ ادب کا صاف شفاف نمونہ اربابِ ذوق کے سامنے آجائے، جس کو اختیار کرکے وقت کی ضرورت اور حالات کے تقاضے کو احسن انداز سے پورا کیا جاسکے اور تخلیق کار کی کاوش حیات پرور نظریات کو جنم دے اور فرسودہ رجحانات ونظریات کو بدلنے کا سبب بنے۔ صحابہ کرامؓ نے اس پہلو کی طرف توجہ فرمائی، اس کی اہمیت وافادیت کو عام کیا اور اصول ومبادی کے طور پر اس صنف کے نکات اور باریکیوں کو بیان کیا، مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

البلاغة إيضاح الملتبسات وكشف عوّار الجهالات، بأسهل مايكون من العبارات(٤٥)...... ”آسان عبارت میں مشتبہ الفاظ کی وضاحت کرنے والا اور لاعلمی کے پردے کو چاک کرنے کا نام بلاغت ہے۔“

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هو أبلغ الناس الذي اقتصر على الإيجاز وتنكب الفضول(٤٦)

”بلیغ ترین شخص وہ ہے جس نے اختصار پر اکتفا کیا اور غیر ضروری چیزوں سے اپنا دامن بچایا۔“

حضرت حسن کا ارشاد ہے:

البلاغة بعيد الحكمة بأسهل العبارة (٤٧)

''آسان الفاظ کے ذریعے انتہائی حکمت کو بیان کرنے کا نام بلاغت ہے۔''

اور حضرت محمد بن علیؒ کا قول ہے:

البلاغة قول مفقه في لطف مايعطف به القلوب النافرة ويؤنس القلوب المستوحشة وتلين به العريكة الأبيّة المستصعبة ويبلغ به الحاجة وتقام به الحجمة (٤٨)

''بلاغت نرم و گداز انداز میں کہی گئی وہ سمجھداری کی بات ہے، جو گریزاں دلوں کو اپنی طرف مائل کرے، نامانوس قلوب میں جاگزیں ہوجائے، اس کے ذریعے سخت و کرخت طبیعتیں نرم ہوجائیں، ضرورتیں پوری ہوں اور تعلقات قائم ہوں۔''

یہ جملہ بیانات اس صنفِ ادب کی زلفِ پریشاں کو آراستہ کرنے کا سبب اور اس کی تلقین و تعلیم کی غماز ہیں تاکہ کلام کا حقیقی مقصد اور مدعا عوام کے سامنے ظاہر ہوسکے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں اسی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے، ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا فیما الجمال؟ ''یارسول اللہ جمال کس میں ہے؟'' اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''في اللسان'' يريد البيان (۴۹) ''زبان میں ہے، جس سے آپ کی مراد بیان ہے۔''

ایک حدیث میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن اللـه يكـره الابنعـاق فـي الكـلام فنضّر الله وجه رجل أوجز في كلامه و اقتصر على حاجته (٥٠)

''بیشک اللہ کلام میں پُرتکلف انداز کو ناپسند کرتا ہے، اللہ اس شخص کے چہرے کو شاداب کرے جس نے اپنے کلام میں اختصار سے کام لیا اور ضرورت پر اکتفا کیا۔''

اس قدر واضح ہدایت و رہنمائی کے بعد یہ کس طرح ممکن تھا کہ عاشقانِ رسالت کی یہ جماعت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو حرزِ جاں نہ بناتی، اس صنفِ سخن کی طرف توجہ نہ کرتی اور اس کی اصلاح کی فکر میں سرگرداں نہ ہوتی۔

حضرات صحابہؓ نے اپنے تبصرے، تنقید، بیانات، اندازِ کلام، حسنِ تخیل اور اختصارِ کلام کے ساتھ معنی آفرینی کے ذریعے ادب کے اس ممتاز پہلو کو آراستہ و پیراستہ کیا اور عہد جاہلیت کی ان تمام خامیوں کو جو اس دور کے نثری ادب کا لازمی حصہ تھیں، مثلاً مسجع و مقفیٰ عبارت، دقیق و دشوار الفاظ جس میں یا تو اغلاق و اختصار کی انتہا ہوتی یا پھر بے جا تفصیلات کا غیر مربوط دفتر، ان سب کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا اور مقتضائے حال کے مطابق الفاظ کے انتخاب و ترتیب میں احتیاط و ہوش مندی کے ساتھ ایسے اسلوب و اندازِ بیان کو فروغ دیا جس کی اتباع و تقلید میں زندگی و تابندگی کا

عنصر پنہاں ہے، مثلاً حسنِ ایجاز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مارأیت بلیغاً قط إلا وله في القول ایجاز وفي المعاني إطالة (۵۱)...... ''میں نے اس شخص سے بڑا کوئی فصیح و بلیغ نہیں دیکھا جس کے قول میں اختصار اور معانی میں طول ہو۔''

حضرت حسن بن علی رضی اللہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اعلموا أن الحکمة زین، والوقار مروة ، والإکثار صلف ، والعجلة سفه ،والسفه ضعف، والغلق ورطة، و مجالسة أهل الدناء شین ، و مخالطة أهل الفسوق ریبة (۵۲)

''لوگو، یاد رکھو، دانائی بڑی زینت کی چیز ہے اور مروت وقار ہے، حد سے گزرنا زیادتی ہے، جلد بازی کی حماقت ہے اور حماقت کمزوری ہے، پیچیدگی دام فریب ہے، گھٹیا لوگوں کے ساتھ بیٹھنا باعثِ عار ہے اور نافرمان لوگوں کے ساتھ میل جول شک وشبہ کا باعث بنتا ہے۔''

اس خطبہ میں جہاں اخلاق کی بلندی اور پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے، وہیں زبان وادب کی اصلاح ودرستگی کی اہمیت کو بھی جاگزیں کیا گیا ہے کہ کلام میں معانی سے زیادہ طوالت اور اغلاق وپیچیدگی سے پرہیز اور ناپسندیدہ افراد کی اتباع و تقلید سے احتیاط کو لازم قرار دینا ہے۔

کلام میں سجع کی قباحت کو بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

إیاك والسجع في الدعاء فإنّي شهدتُ النبي صلی الله علیه وسلم وأصحابه لایفعلون ذلك(۵۳)

''دعا میں سجع سے بچو، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔''

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی لوگوں کو کلام میں مسجع ومقفیٰ عبارت اختیار کرنے سے روکا ہے۔(۵۴)

ان تمام ادبی گوشوں اور لسانی پہلوؤں کی خامی وکمزوری کو ان نفوس قدسیہ نے نہ صرف یہ کہ اجاگر کیا بلکہ اپنے کلام و بیان میں ان پہلوؤں کا خاص خیال رکھا ہے، اس کی عمدہ مثالیں ابومنصور ثعالبی کی کتاب ''الإعجاز والإیجاز'' (مطبوعہ مصر ۱۹۹۷ء) قاضی ابوالعباس احمد الجرجانی کی ''المنتخب من کنایات الأدباء و إشارات البلغاء'' (مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۸۸۳ء) اور استاذ علی الجندی کی ''صور البدیع وفن الاسجاع'' (مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۱م) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اس موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس تبصرے کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا جو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے قرآن کریم کی شیرینی وحلاوت کو دیکھ کر کیا تھا، انہوں نے فرمایا تھا:

أهذا هو الكلام الذي جاء به محمد ؟ إنه عذب جميل، إن فى هذا الكلام حلاوة و في اياته بلاغة، وفي اياته بلاغة ، وفي الفاظه عذوبة، ولمعا نيه تأثير، ولايمكن إلا أن يكون كلام الله لا كلام بشر من الناس (٥٥)

''کیا یہ وہی کلام ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں؟ بیشک یہ نہایت عمدہ اور لطیف ہے، اس کلام میں مٹھاس ہے، اس کی آیتوں میں بلاغت ہے، اس کے الفاظ میں شیرینی ہے، اس کے معانی میں تاثیر ہے، یہ خصوصیت صرف اللہ کے کلام میں پائی جاسکتی ہیں، کسی انسان کے کلام میں نہیں۔''

سقیفۂ بنوساعدہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو تقریر کی تھی، اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں اظہار خیال کیا:

فما ترك شيئاً كنت زورت في نفسي أن أتكلّم به لوتكلّمت إلا قدجاء به أوبأحسن منه(٥٦)

''میں نے اپنی تقریر کے لئے جو عمدہ جملے سوچے تھے، انہوں نے فی البدیہہ اس جیسے یا ان سے بہتر جملے کہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اعتراف نثر کی دنیا میں ان کے اعلیٰ ادبی ذوق کا پتہ دیتا ہے۔

اسی طرح ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم و فضل پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: كنيف وملئ علماً ''ایک ظرف ہے جو علم افضل سے بھرا ہوا ہے۔''

فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ فیض سے وابستہ اصحاب کی نگارشات وتنقیدات کی یہ وہ روداد ہے جسے قوموں اور نسلوں کی فلاح و بہبود کے جذبے نے وجود بخشا، جس میں ان کی فکری، ادبی اور لسانی اصلاح وتربیت کا عنصر شامل ہے، کیونکہ یہ نفوس قدسیہ ایسے سماج کی تشکیل چاہتے تھے جو تقویٰ وللّٰہیت کے ساتھ ساتھ تہذیب وثقافت کا اعلیٰ نمونہ بھی ہو۔

کسی بھی قوم کا ادب اس کی تہذیب وثقافت کا آئینہ دار ہوتا ہے، اس سے اس کی فطرت وطبیعت اور تہذیب و معاشرت کی عکاسی ہوتی ہے، اس سے وہ اپنی تاریخ آراستہ کرتی ہے اور ذہن وفکر پر ایسے نقوش مرتسم ہوتے ہیں جس کے اثرات تادیر قائم رہتے ہیں اور پھر نسلیں اس سے استفادہ کرتی رہتی ہیں۔

ان بزرگانِ پاک طینت نے انہی افکار سے سرشار ہوکر اس صنف کو اپنا مرکز توجہ بنایا اور فکری برتری اور لسانی تفوق کے ذریعے گلشنِ ادب کو ان خوشنما پھولوں سے آراستہ کیا جس میں ہر ذوق کی تسکین اور ہر خواہش کی تکمیل ہے، جس میں زبان کی روانی بھی ہے، الفاظ کی شیرینی بھی، سرخوشی وسرمستی بھی ہے اور عبرت ونصیحت بھی، فصاحت و بلاغت بھی

ہے اور مقتضائے حال کی رعایت بھی، ادب کا بانکپن بھی ہے، زبان کی متانت بھی، تکلفات سے بیزاری بھی ہے اور حسن ایجاز کی جلوہ گری بھی، نقد وتبصرہ بھی ہے اور تحلیل وتجزیہ بھی، اوران سب پر مستزاد ایسے اسلوب وانداز بیان کی اشاعت وترویج کا جذبہ بھی جس میں انہوں نے اپنے پاکیزہ فکر وتخیل، ذوق ونظر، جوش وجذبہ اورلگن وامنگ کا بھرپور ثبوت فراہم کیا ہے۔

اس سے آشکارہوتا ہے کہ یہ بندگانِ خدا، صرف راتوں کے عبادت گزاراوردن کے شہسوار ہی نہ تھے بلکہ میدانِ شعرو سخن کے تاجداراور بیان ومعانی کے ایسے درِشہسوار بھی تھے جس کی تابندگی ودرخشندگی میں قومیں اپنے علم وذوق کے گیسو آراستہ کرسکتی ہیں اورملتیں اپنی بقاوتحفظ کا سراغ پاسکتی ہیں۔

حوالہ جات

(۱)......ابن رشیق قیروانی، "العمده" مطبوعه مصر ۱۹۵۵ء جلد اول صفحه ۲۷(۲)......سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، نیز ملاحظہ کیجئے، عبدالقاهر جرجانی کی" دلائل الاعجاز" مطبوعه مطبعة المنار، صفحه ۱۳(۳)......ابن رشیق قیروانی "العمده" جلد اول صفحه ۲۷(٤)......حواله سابق(٥)......" دلائل الاعجاز" صفحه ۱۳، یہی حدیث الفاظ کے قدرے فرق کے ساتھ "جامع ترمذی" ابواب الفضائل میں بھی مروی ہے۔(٦)......العمده جلد اول صفحه ۲۹(۷)......قدامه بن جعفر "نقد النثر" دارالکتب المصرية بالقاهره ۱۹۲۳ء صفحه ۸۲(۸)......سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشة (۹)......ذهبی، تذکرة الحفاظ، مطبع مجلس دائرة المعارف العثمانيه حیدرآباد ۱۳۳۳ھ طبع دوم:۱/۲۷(۱۰)......امام بخاری" الادب المفرد" باب الشعر(۱۱)......استاذ خالد محمد خالد " خلفاء الرسول " مطبوعه بیروت ۱۹۷۱ء صفحه ۳۱(۱۲)......مسند احمد جلد دوم صفحه ۱٤۳ (۱۳)......صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مقدم النبی وأصحابه إلى المدينه(١٤)......العمده جلد اول صفحه ۳۳ (١٥)......جاحظ " البیان والتبیین " المكتبه التجارية الكبرىٰ مصر ۱۹٤۷ء،۱/۲٤۲(١٦)......ابن قتیبه " الشعرو الشعراء" مطبوعه بیروت ۱۹٦٤ء صفحه ۲۵۵(۱۷)......العمده ،جلداول صفحه ۲۷(۱۸)......استاذ السباعی بیومی" تاریخ القصة والنقد" مطبوعه مصر ۱۹۵٦ء صفحه ۱۱٦(۱۹)......حواله سابق(۲۰)......العمده ،جلد اول صفحه ٤۷(۲۱)......احمد حسن زیات " تاريخ الأدب العربي" مطبع الاعتماد بمصر ۱۹۳۰ء صفحه ۱۰۱(۲۲)......عباس محمود عتقاد "العبقريات الإسلاميه " دارالفتوح القاهره صفحه ۹۷۳ (۲۳)......حاجی معین الدین ندوی" خلفاء راشدین" مطبع معارف ،اعظم گڑھ ۱۹۷۳ء اول صفحه ۳۳۵ (۲٤)......حاکم، المستدرك على

الصحیحین، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد ۱۳۴۱ھ، ۳ /۱۶۳ (۲۵)......العمدہ جلد اول صفحہ ۲۸ (۲۶)......حوالہ سابق(۲۷)......قدامہ بن جعفر " نقد الشعر "مطبع دار الکتب المصریہ بالقاہرہ ۱۹۳۳ء، صفحہ ۷۰(۲۸)......العمدہ ،جلد اول صفحہ ۲۸ (۲۹)......ایضاً(۳۰)...... الشعرو الشعراء جلد اول صفحہ ۷۶ (۳۱)...... تاریخ القصۃ والنقد صفحہ ۱۱۵ (۳۲)......د/فواد فرام البستانی " المجانی الحدیثہ" المکتبۃ الکاثولیۃ بیروت، جلد دوم صفحہ ۶۷ (۳۳)......العمدہ اول صفحہ ۹۷ (۳۴)......مقدمہ دیوان حسان صفحہ ۴۴ ، بحوالہ نقوش رسول نمبر ادارہ فروغ اردو لاہور جلد ہشتم(۳۵)......العمدہ اول صفحہ ۹۵ (۳۶)......ابوعبیداللہ المرزبانی " الموشح" بحوالہ ابوبکر الصدیق ازعلی طنطاوی، المطبعۃ السلفیہ قاہرہ ۱۲۷۲ھ صفحہ ۲۱۱ (۳۷)......جلال الدین السیوطی" تاریخ الخلفاء" مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ صفحہ ۵۸ (۳۸)......" الشعرو الشعراء" اول صفحہ ۷۶، العمدہ اول صفحہ ۹۸ (۳۹)......المبرد"الکامل" مطبع التقدم العلمیۃ بمصر ۱۳۲۳ھ اول صفحہ ۶۱ (۴۰)......العمدہ اول صفحہ ۹۴ (۴۱)......ایضاً(۴۲)......ابوالفرج، اصفہانی "الاغانی " مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر القاہرہ ۱۹۴۹ء ، جلد ۱۶، صفحہ ۱۷۱ (۴۳)......ابن قیم " مدارج السالکین " صفحہ ۲۷۷ بحوالہ سیرت عائشہؓ ازسید سلیمان ندویؒ ، مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۶۸ء صفحہ ۲۶۱ (۴۴)......درمنثور صفحہ ۱۱۰ بحوالہ صحابیات از نیاز فتح پوری نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۵۷ء صفحہ ۱۸۷ (۴۵)......کتاب الصناعتین صفحہ ۵۱ (۴۶)......العمدہ اول صفحہ ۲۴۳ (۴۷)...... کتاب الصناعتین (۴۸)......ایضاً صفحہ ۵۱ (۴۹)......العمدہ اول صفحہ ۲۴۱ (۵۰)......ایضاً صفحہ ۲۴۱ (۵۱)......ایضاً صفحہ ۱۴۷ (۵۲)...... ایضاً صفحہ ۴۵۳ (۵۳)......" نہایت الأرب" از نویری جلد ۵ صفحہ ۲۷۵ بحوالہ صور البدیع دار الفکر العربی القاہرہ ۱۹۵۱ء صفحہ ۱۱۸ (۵۴)......نیاز فتح پوری "صحابیات " نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۵۷ء صفحہ ۵۹ (۵۵)......ڈاکٹر احمد بدوی " من النقد و الأدب" مکتبہ نہضۃ مصر صفحہ ۱۴۱ (۵۶)......محمد بن جریرطبری ، تاریخ الرسل والملوک ، دار المعارف مصر ۳/ ۲۰۵ (۵۷)......علامہ شبلی نعمانی " الفاروق" معارف پریس ،اعظم گڑھ ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۶۵

☆......☆......☆